www.ahlulathar.net

بدعتوں کو بدعتِ حسنہ اور بدعتِ سیئہ میں تقسیم کرنا

شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ بدعتوں کو بدعتِ حسنہ (اچھی بدعت) اور بدعتِ سیئہ (بری بدعت) میں تقسیم کرنے کے بارے میں کہتے ہیں:

اگر کوئی ایسا کہتا ہے تو ہم کہیں گے: نہیں۔ بدعتِ حسنہ اور سیئہ کوئی چیز نہیں، اور یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم ایسا کہیں جبکہ نبی ﷺ کا فرمان ہے: كل بدعة ضلالة (یعنی ہر بدعت گمراہی ہے)۔ اور یہ بات معلوم ہے کہ نبی ﷺ تمام مخلوق میں بدعتوں کے تعلق سے سب سے زیادہ علم رکھتے تھے، اور تمام مخلوق میں سب سے بہترین نصیحت کرنے والے تھے اور جب آپ ﷺ بات کرتے تو آپ کی زبان تمام مخلوق میں سب سے زیادہ فصیح تھی۔ پھر کیسے آپ نے کہا: كل بدعة ضلالة (یعنی ہر بدعت گمراہی ہے) اس تعبیر سے جو عام ہے اور ہر بدعت کو شامل ہے، پھر ہم کہیں: کہ بعض بدعتیں ہیں جو اچھی ہیں (یعنی بدعتِ حسنہ) اور بعض بری ہیں (یعنی بدعتِ سیئہ)؟ بلکہ ہم یہ کہتے ہیں: ہر بدعت جسے انسان حسنہ (اچھی) سمجھتا ہے وہ یا تو بدعت ہے ہی نہیں گرچہ وہ اسے بدعت گمان کر رہا ہو[1] یا تو وہ اچھی نہیں ہے اور وہ اسے اچھی گمان کر رہا ہے! یا تو وہ غلطی اصل میں کر رہا ہے یا اس کے حکم میں کر رہا ہے[2]۔

بعض صوفی طریقوں کو ماننے والے جنہوں نے اذکار میں بدعتیں نکال لی ہیں جسے اللہ اور رسول نے مشروع نہیں کیا، اور کہتے ہیں کہ یہ بدعتِ حسنہ ہے تو ہم انہیں کہتے ہیں: نہیں اللہ کی قسم! یہ بدعتِ حسنہ نہیں ہے۔ بلکہ اگر تم اس چیز کا اعتراف کرتے ہو کہ یہ بدعت ہے تو لازم ہے کہ تم اس چیز کا بھی اعتراف کرو کہ یہ گمراہی ہے جیسا کہ نبی ﷺ کا فرمان ہے[3]۔

اگر کہنے والا کہتا ہے کہ: کیا یہ صحیح نہیں ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ابی بن کعب اور تمیم الداری (رضی اللہ عنہما) کو رمضان میں بھیجا کہ وہ لوگوں کو ایک امام کے پیچھے جمع کریں اور انہیں ۱۱ رکعت قیامِ رمضان (تراویح) پڑھائیں؟

---

[1] جیسے سواری کے لئے جدید وسائل کا استعمال کرنا مثلاً ہوائی جہاز اور ٹرین وغیرہ۔ گرچہ ان کا وجود دورِ نبوی میں نہ تھا اور اس اعتبار سے یہ بدعت ہے مگر حقیقت میں یہ (شرعی) بدعت نہیں کیونکہ یہ شریعت اور دین میں نکالی ہوئی نئی چیز نہیں ہے جس سے منع کیا گیا ہے جیسا کہ آپ ﷺ کا فرمان ہے: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد (یعنی جس نے ہمارے اس دین میں کوئی نئی چیز نکالی جو اس میں نہ تھی تو وہ مردود ہے) (مسلم)۔ چونکہ ٹرین اور ہوائی جہاز کا استعمال بنفسہ عبادت اور دین نہیں ہے، اس لئے اس کا استعمال مباح اور جائز ہے، برخلاف اس کے جسے دین اور عبادت سمجھ کر کیا جائے جیسے عید میلاد النبی ﷺ منانا۔

[2] اصل میں غلطی اس طرح سے کہ جو چیز بنیادی طور پر بدعت ہے ہی نہیں اسے وہ بدعت کہہ رہا ہے یا حکم میں جیسے دین میں نکالی تمام نئی چیزیں بدعت ہیں جن کا حکم ہے کہ وہ حرام ہیں اور وہ اسے اچھا (یعنی بدعتِ حسنہ) کہہ رہا ہے۔

[3] یعنی یہ فرمان كل بدعة ضلالة (یعنی ہر بدعت گمراہی ہے)

تواس کا جواب ہے: کیوں نہیں۔انہوں نے انہیں یہ حکم دیا اور وہ (یعنی عمر رضی اللہ عنہ) جب ایک رات نکلے جب لوگ ایک امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے تو یہ کہا: نعمت البدعة هذه یعنی کیا ہی اچھی بدعت ہے یہ، تو اس بدعت پر تعریف کی۔اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بدعت حقیقت میں بدعت تھی ہی نہیں کیونکہ نبی ﷺ سے یہ ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے لوگوں کو رمضان میں تین راتیں نماز پڑھائی، پھر آپ اس سے رک گئے اور فرمایا: خَشيتُ أَن تُفرَضَ عليكم فَتعجزوا عنها یعنی مجھے ڈر ہے کہ کہیں یہ تم پر فرض نہ ہو جائے اور تم اسے نہ کر سکو[۴]۔تو رمضان میں جماعت کے ساتھ قیام کرنا سنت ہے، لیکن نبی ﷺ نے کسی ڈر کی وجہ سے اسے چھوڑ دیا اور وہ یہ تھا کہ کہیں یہ امت پر فرض نہ ہو جائے اور وہ اسے نہ کر پائیں۔نبی ﷺ کی موت کے بعد یہ ڈر نہ رہا کیونکہ آپ ﷺ کے بعد شریعت میں کوئی (اضافی) چیز نہیں آسکتی۔ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں لوگ اسی حالت پر باقی رہے کہ وہ اکیلے یا دو دو یا تین تین یا چار چار ہو کر (تراویح کی) نماز پڑھتے رہے۔پھر عمر رضی اللہ عنہ نے یہ رائے قائم کی کہ انہیں ایک امام کے پیچھے جمع کر دیں اور یہ کہا کہ کیا ہی اچھی بدعت ہے یہ۔یعنی اس اعتبار سے جو اس کے پہلے تھی جبکہ لوگوں نے جماعت سے رمضان میں قیام اللیل (تراویح) پڑھنا چھوڑ دیا تھا، تو پھر اسے واپس جماعت سے پڑھا جانے لگا۔تو یہ بنسبت اس سے پہلے کی حالت سے جبکہ اسے جماعت سے پڑھنا چھوڑ دیا گیا تھا بدعت ہوئی نہ کہ یہ مستقل طور پر بدعت تھی جسے پہلے مشروع ہی نہیں کیا گیا تھا۔یہ ایک وجہ ہے۔دوسری وجہ یہ کہ گرچہ اسے عمر رضی اللہ عنہ نے بدعت کہا مگر یہ سنت میں سے ہے اور خلفائے راشدین کی سنت کی اتباع کی جاتی ہے جیسا کہ نبی ﷺ کا فرمان ہے: **عليكم بسنتي و سنة الخلفاء الراشدين المهديين من بعدي** (یعنی تم میری سنت کو لازم پکڑو اور میرے بعد ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو بھی)[۵] لیکن پہلی وجہ جو بیان ہوئی وہ پکی بات ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اسے بدعت کہا اس اعتبار سے کہ لوگوں نے اسے چھوڑ دیا تھا اور پھر اس پر لوگ (دوبارہ) لوٹ گئے۔)

(مصدر: فتاویٰ نور علی الدرب، کیسیٹ نمبر ۳۵۹)

ترجمہ اور حاشیہ: ابو مریم اعجاز احمد

---

[۴] مسلم: ۷۶۱

[۵] دیکھئے ابوداؤد: ۴۶۰۹، ترمذی: ۲۸۹۱